Lesson 8: Ale Imraan (Ayaat 92 - 101): Day 147 سُورَۃُ آلِ عِمرَان کی تفسیر

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے یہ فیصلے کئے کیا وہ بیوقوف تھے۔ صحابہ کرامؓ بہترین بزنس مین تھے۔ ابو بکرؓ مالدار شخص تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ امیر ترین لوگوں میں سے تھے۔ عثمان بن عفانؓ کا شمار امیر لوگوں میں ہوتا تھا۔ لیکن اللہ نے اِن کے دل کھول دیئے تھے۔ جب ہم اللہ کی راہ میں پسند کی چیز دیتے ہیں تو اللہ ہمیں دلی اطمینان اور سکون عطا کر دیتا ہے۔

جب آپ کسی کو محبت سے تحفہ دیتے ہیں۔ تو ایک تو اُس شخص کی حیثیت کا خیال رکھتے ہوں دوسرا یہ کہ اُسے وہ چیز پسند آجائے۔ ہمیں کس قدر خوشی ہوتی ہے جب کسی کو کوئی چیز دیں اور اُسے وہ پسند آجائے۔ ہم کتنا شکر ادا کرتے ہیں کہ اچھی چیز دی جو اُسے پسند آگئی۔ جب ہم اللہ کی راہ میں کوئی چیز دیں تو اس بات پر ایمان رکھیں کہ اللہ کو ہماری کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ اس سے کہیں بہتر چیز ہمیں دے سکتا ہے۔ اللہ کو ہمارے جذبوں کی ضرورت ہے۔ اللہ کو ہمارے زیور کی ضرورت نہیں اور اُس کے سامنے سونے چاندی کی کوئی قیمت نہیں۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک صحابیؓ کے پاس دینے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ انہوں نے ساری رات ایک یہودی کا کنواں چلایا اور انہیں معاوضے کے طور پر کچھ کھجوریں ملیں۔ وہ وہی مُٹھی بھر کھجوریں لے کر اللہ کے نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اللہ کے نبیؐ نے وہ کھجوریں سارے سامان کے اوپر پھیلا دیں۔ اللہ کو ہمارے جذبوں کی قدر ہے۔

اللہ کے نبیؐ بھی صحابہ کرامؓ کے جذبات اور احساسات کے بے حد قدردان تھے۔ وہ بہت سمجھدار اور معاملہ فہم تھے اور ہمیشہ اچھے مشورے دیتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے زید بن حارثؓ کا گھوڑا اُن کو واپس کر دیا کہ جہاد اور دیگر ضروریات میں کام آئے۔ عمرؓ کو وقف کا بہترین مشورہ دیا۔

کچھ بہنوں نے یہ آیات سُن کر اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کیا۔

ریاکاری اور دِکھاوے سے بچیں۔

صحابہ کرامؓ کو اس بات کا یقین تھا کہ انہیں اپنے مال کا بہترین اَجر مل جائے گا۔ انہیں جنّت نظر آتی تھی۔ ساری بات یقین اور ایمان کی ہے۔ جب ہمیں یقین ہوتا ہے کہ دی ہوئی چیز سے بہتر مل جائے گی تو ہم خوشی سے دیتے ہیں۔

جو چیز اللہ کی راہ میں دیتا ہے اُس کی چیز ضائع نہیں ہوتی۔ آخرت کے لئے جمع ہو جاتی ہے۔

مال اور اولاد دونوں سے ہمیں محبت ہے۔ دونوں چیزوں کو اللہ کی راہ میں لگائیں۔ بچے علم حاصل کریں لیکن نیت نیک رکھیں کہ علم حاصل کرکے داعی بنیں گے اور علم کمائی کے لئے بھی استعمال ہو گا۔ علم اور پڑھائی کو رزق کے ساتھ منسوب کرنا شرک ہے۔

میری پسندیدہ چیز کیا ہے، میں اللہ کی راہ میں کیا دوں؟ میں اللہ کا قرب کیسے حاصل کروں؟

کچھ لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اگر ہم اللہ کے نبیؐ کے زمانے میں ہوتے تو اپنا سب کچھ دے دیتے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ آج ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اللہ کے نبیؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ ایک شخص کا تھوڑا سا خرچ کیا جانے والا مال تمہارے اُحد پہاڑ کے برابر خرچ

کرنے کے برابر اَجر ہو گا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یارسولؐ اللہ وہ کیسے ؟ آپؐ نے فرمایا وہ اس لئے کیونکہ تم سب نے مجھے دیکھا ہے، جبرائیلؑ تمہارے سامنے وحی لاتے ہیں۔ جبکہ بعد میں آنے والے اُمّتی غیب پر ایمان لا کر اللہ کی راہ میں خرچ کرینگے۔

ہر چیز اللہ کی راہ میں دینے سے اَجر ملتا ہے۔ لیکن من پسند چیز دینے سے درجات بلند ہونگے۔ پسند کی چیز اللہ کی راہ میں دینے سے اللہ کا قُرب نصیب ہوتا ہے۔ موت کا وقت یاد کریں کچھ ساتھ نہیں جائے گا۔

کچھ بہنوں کے تاثرات؛

آج یہ آیت سن کر محسوس ہُوا کہ مجھے سکون اور اطمینان کی ضرورت ہے۔ آج سے اپنی پسند کی چیزیں اللہ کی راہ میں دونگی۔

ایک بہن اپنا گھر دین کے علم کے لئے وقف کرنا چاہتی ہیں۔ مشورے سے وہاں دینی سکول شروع کروا دیا گیا۔

اپنا سارا زیور اللہ کی راہ میں دینا چاہتی ہوں۔

اپنی اولاد کو اللہ کی راہ میں دونگی۔

ہمیشہ اپنے گھر والوں کی مدد پہلے کریں۔ والدین، اولاد اور دوسرے رشتے داروں کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ جب دینے والوں میں اخلاص ہو تو اللہ اُس جگہ اور چیز میں رحمتیں اور برکتیں نازل کر دیتا ہے۔ جب سود اور حرام مال اللہ کی راہ میں دیا جاتا ہے تو برکتیں اُٹھ جاتی ہیں۔

ہم ایک ہی موضوع کی ساری آیات اکٹھی پڑھتے ہیں؛

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَىٰةُ ۗ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَىٰةِ فَاتْلُوهَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٩٣﴾ فَمَنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ مِنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ الظَّٰلِمُونَ ﴿٩٤﴾

بنی اسرائیل کے لیے سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں مگر وہ چیز جو اسرائیل نے تورات نازل ہونے سے پہلے اپنے اوپر حرام کی تھی کہہ دو تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو (۹۳) پھر جس شخص نے اس کے بعد اللہ پر جھوٹ بنایا وہی بڑے بے انصاف ہیں (۹۴)

یہ دو آیات یہود کی غلط فہمی کو ظاہر کرتی ہیں۔ اللہ نے مسلمانوں کی شریعت میں اونٹ کا گوشت اور دودھ حلال کیا۔ تورات میں بھی یہ حلال تھا۔ حضرت یعقوبؑ نے اپنی بیماری کی وجہ سے اونٹ کا گوشت چھوڑ دیا بعد والوں نے اس کو کھانا چھوڑ دیا۔ یہود نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام ہے۔ جب اللہ کے نبیؐ مبعوث ہوئے تو مسلمان اونٹ کا دودھ اور گوشت استعمال کرتے تھے۔ یہود نے کہا کہ ہماری شریعت میں تو یہ حرام ہے۔ یہ بات اللہ کے نبیؐ تک بھی پہنچی۔

مسلمان اللہ کے نبیؐ سے پوچھنے لگے کہ ایسا کیوں ہے تو اللہ نے یہ آیات نازل کیں کہ یعقوبؑ نے اپنی مجبوری کی وجہ سے چھوڑا تھا۔ یہ پہلے بھی حلال تھا اور اب بھی حلال ہے۔

آپ یہ دیکھ لیں کہ حلال اور حرام کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔

اگر کسی نبیؑ نے کچھ چھوڑا تو بھی وہ قانون نہیں بنا۔ آج ہم رسومات کے نام پر اور کسی کے کہنے میں آکر کیا کچھ چھوڑتے اور اپنے اوپر حرام کرتے ہیں؟

مثال: رجب کے کونڈے مرد نہ کھائیں۔ بیوہ عورت شادی کی فلاں رسم میں حصّہ نہ لے۔ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں اور گناہ ہے۔

اس کی ایک اور مثال ملتی ہے کہ یعقوبؑ کو دودھ اور گوشت بہت پسند تھا اور انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے چھوڑ دیا۔ لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔۔۔۔۔

یعنی اللہ کی محبت میں اپنی پسند کی چیز چھوڑ دی۔ پہلے دور میں یہ جائز تھا۔ ہمارے لئے اَب یہ جائز نہیں ہے کہ کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کریں۔ ہم کسی کی محبت اور نفرت سے کچھ حلال یا حرام نہیں کرسکتے۔

قُلۡ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوۡا مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۹۵﴾

اللہ نے سچ فرمایا ہے اب ابراھیم کے دین کے تابع ہو جاؤ جو ایک ہی کے ہو گئے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۹۵)

(ہم اس سے ملتی جلتی آیت البقرہ میں بھی پڑھ چکے ہیں) تینوں گروہ یعنی یہود، نصاریٰ اور مشرکین اپنے آپ کو ابرہیمؑ کا پیروکار کہتے تھے اور اپنا تعلق ابراہیمؑ کے ساتھ جوڑتے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیمؑ تابع تھے حنیف تھے۔ اللہ نے سچ کہا ہے۔ ہم اللہ کا کہا قرآن میں پڑھتے ہیں۔

ہم عام طور پر قرآن پڑھ کر کہتے ہیں۔ صدق اللہ العظیم۔ اگر ہم کبھی محبت سے کہتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن اگر عادت بنالیں اور نیکی سمجھ کر کریں تو اس کی دلیل نہیں ملتی۔

ہمیں قران پڑھ کر کیا کہنا چاہیۓ کی دلیل قرآن کی آیت اور سُنّت سے ملتی ہے؛ سورۃ الصّٰفّٰت

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ‌ۚ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ‌ۚ ﴿۱۸۱﴾ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۸۲﴾ آپ کا رب پاک ہے عزت کا مالک ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں (۱۸۰) اور رسولوں پر سلام ہو (۱۸۱) اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے (۱۸۲)

کوئی نیک کام کرنے کے بعد اگر یہ پڑھا جاۓ تو اس کو بہترین اَجر ملتا ہے اور اگر اُس محفل میں کوئی غلطی ہو جاۓ تو اللہ معاف فرما دیتے ہیں۔ تلاوت کرنے کے بعد یہ پڑھ لیں۔ اسکی دلیل موجود ہے۔

صَدَقَ اللّٰهُ اللہ نے جو فرمایا وہ سچّ ہے۔ اس بات کو دِل سے مانیں اور کرنا یہ ہے کہ ابراہیمؑ کی پیروی کریں۔ "اب ابراھیم کے دین کے تابع ہو جاؤ" زندگی میں جو چیز بھی اللہ اور آپ کے درمیان رکاوٹ بنے اُس کو ہٹا دیں۔ اپنے آپ سے دور کر دیں۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَـلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ‌ۚ ﴿۹۶﴾ فِيۡهِ اٰيٰتٌ ۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ۚ وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ‌ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ‌ؕ وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۹۷﴾

کہہ دو بے شک لوگوں کے واسطے جو سب سے پہلا گھر مقرر ہوا یہی ہے جو مکہ میں برکت والا ہے اور جہان کے لوگوں کے لیے راہ نما ہے (۹۶) اس میں ظاہر نشانیاں ہیں مقام ابراھیم ہے اور جو اس میں داخل ہو جاۓ وہ امن والا ہو جاتا ہے اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اور جو انکار کرے تو پھر اللہ جہان والوں سے بے پرواہ ہے (۹۷)

یہود کا دوسرا فتنہ۔ وہ کہتے تھے کہ اللہ نے سب سے پہلے بیت المقدس بنایا تھا۔ جن لوگوں نے نیکی کے کام نہیں کرنے ہوتے، اپنا مقصد پیارا نہیں ہوتا وہ دوسری باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے یہود کو چُنا تھا۔ لیکن اپنی حرکتوں کی وجہ سے وہ اللہ کے عذاب کے حق دار ہوئے۔

بیت المقدس کو سلیمانؑ نے جنوں سے بنوایا تھا لیکن روایات سے پتا چلتا ہے کہ خانہ کعبہ سب سے پہلے آدمؑ کی تخلیق سے پہلے فرشتوں نے بنایا تھا۔ پھر آدمؑ نے بنایا۔ ہر دور میں نیک لوگوں کو خانہ کعبہ بنانے کا موقع ملتا رہا۔ نوحؑ کے دور میں ایک طوفان سے اِسکی دیواریں گر گئیں۔ بنیادیں موجود تھیں۔ پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اللہ نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ سے خانہ کعبہ بنوایا۔ مختلف اَدوار سے ہوتے ہوتے خانہ کعبہ کی تعمیر تقریباً دس دفعہ ہو چکی ہے۔

سب سے پہلے فرشتوں نے خانہ کعبہ بنایا پھر آدمؑ نے، پھر شیثؑ، پھر ابراہیمؑ و اسماعیلؑ، پھر قومِ اما لکہ نے، پھر جرھم قبیلے نے (اسماعیلؑ کا سُسرالی قبیلہ)، پھر قریش نے (جب اللہ کے نبیؐ کا بچپن تھا)۔ پہلی دفعہ قصیٰ کے دور میں۔ دوبارہ اللہ کے نبیؐ کے دور میں۔ پھر عبد اللہ بن زبیرؓ کے دور میں۔ پھر حجاج بن یوسف۔ پھر سلطان مُراد جو تُرکی سے تھے۔

تاریخِ مکّہ مکرمہ کتاب میں سب تفصیل ہے۔ اسی طرح کی کتاب تاریخِ مدینہ منورہ بھی ہے۔

مکّہ مکرمہ پر حملے بھی ہوتے رہے۔ ابرہہ نامی ایک شخص نے مکّہ پر حملہ کیا۔ اللہ نے ابابیل بھیج کر اپنے گھر کی حفاظت کی۔ قیامت کے نزدیک ایک چھوٹے قد کا، کالے رنگ کا دُبلا پتلا شخص خانہ کعبہ پر حملہ کرے گا۔ کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ کے نیچے خزانہ ہے جس کی سانپ حفاظت کر رہے ہیں۔ فتنوں کے دور میں اللہ خانہ کعبہ کو اُٹھا لے گا۔ قرآن کے الفاظ غائب ہو جائینگے۔

اس وقت جو خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی ہے اُس سے کئی لاکھ لوگ ایک ہی وقت میں خانہ کعبہ کے اندر جا سکیں گے اور طواف کر سکیں گے۔ اس کی خوبصورتی سے دل میں وجد اور رُعب طاری ہوتا ہے۔

آپ اپنے غیر مسلم دوستوں کو دِکھا سکتے ہیں۔

خانہ کعبہ میں اللہ نے ابراہیمؑ اور اُن کے گھر والوں کے نشان محفوظ کر لئے اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ اُن کے اندر اخلاص تھا۔ آپ اپنے اندر اخلاص کے ساتھ نیکی کے جذبے لائیں اللہ آپ کے درجات بلند کر دے گا۔

ابراہیمؑ نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اتنی دُنیا یہاں آئے گی۔ بہت صاف سُتھرا ہے۔ سارا دِن وہاں آنا جانا لگا رہتا ہے۔ یہ ہدایت کی نشانیاں ہیں۔ وہاں کوئی بھوکا نہیں سوتا۔

بِبَکَّۃَ لفظی معنی سر پھوڑنا۔ ایک معنی یہ ہیں کہ اصل میں یہ لفظ مکّہ ہی ہے۔ ایک اور معنی توڑ دینا۔ جو بھی غلط نیّت سے آئے گا اللہ اُس کو توڑ دے گا۔ امام جوزیؒ کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں دھکا دینا کیونکہ یہاں جا کر بہت دھکے پڑتے ہیں۔ ایک اور معنی کعبہ کی جگہ بِبَکَّۃَ ہے اور پورا شہر مَکَّۃَ ہے۔

ایک اور تفسیر کہ نہ صرف وہ کالا گھر بِبَکَّۃَ ہے بلکہ حدودِ حرم بھی بِبَکَّۃَ ہے۔

مُبٰرَکًا کیسے ہے کہ؛ اس کی برکتیں ہیں کہ یہاں گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک نماز کی جگہ ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ اَمن مل جاتا ہے۔ ٹینشن فری زون ہے۔

وحدت ہے۔ توحید کہ ایک ہی ذات کے گِرد گھوم رہے ہیں۔

اِسی کعبہ کے اوپر ایک اور کعبہ ہے۔ فرشتوں کا کعبہ بیت المعمور ہے۔ جہاں ایک فرشتے کو طواف کا صرف ایک دفعہ ہی موقع ملتا ہے۔

هُدًى کیسے ہے کہ سارے عالم کا قبلہ ہے۔ یہاں قرآن نازل ہونا شروع ہُوا۔ قرآن ھدیً للمتقین ہے۔ یہاں آکر کئی لوگ راہِ راست پر آجاتے ہیں۔ جب وقت اور توفیق ملے تو گھر والوں کو خانہ کعبہ لے جائیں۔ اللہ ہدایت عطا فرمادے گا۔

ہمیں باقی دُنیا میں جا کر کچھ خاص نہیں ملتا۔

جب آپ کے بچے بالغ ہو جائیں تو اپنے گھر والوں کو حجّ پر لے کر جائیں۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ جو استطاعت ہونے کے باوجود حج پر نہ جائے اللہ کو پرواہ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

یہود اور نصاریٰ کے مذہب میں باقی سب کچھ تھا حج نہیں تھا۔

فِيهِ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ زَم زَم۔ ایک بچے کی ایڑیوں سے اللہ نے ایسا چشمہ پیدا کیا جو آج تک اُمتِ مسلمہ کو سیراب کر رہا ہے۔ وہ ایک نسل کی پیاس تھی۔ وہاں سے ہدایت کا چشمہ پھوٹا۔ دُنیا کی لیبارٹریز نے چیک کیا اور کہتے ہیں کہ اس پانی میں کچھ خاص ہے۔ بھوکے کے لئے کھانا ہے اور پیاسے کے لئے پانی ہے۔ اِس پانی میں شفا ہے۔

نورالقرآن ویب سائٹ پر اس کی پریزینٹیشن دیکھ لیں۔

اس پانی میں کفن بھگو کر نہ لائیں۔ اس سے بخشش نہیں ہو گی۔

یہاں حجرِ اسود ہے۔روایت ہے کہ یہ پتھر جنّت سے لایا گیا تھا۔پہلے یہ سفید تھا۔اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ لوگوں کے گناہوں نے اس کو کالا کر دیا۔

پھر صفاومروہ کی سعی ہے۔اللہ کو حضرت حاجرہؓ کی اَدا اِس قدر پسند آئی کہ قیامت تک کے لئے مردوں وعورتوں کو اُن کے قدموں پر چلا دیا۔اللہ اخلاص والی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔

پھر مقامِ ابراہیمؑ جس پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی۔اُس پر قدموں کے نشان ابھی تک محفوظ ہیں۔

اللہ سے بڑی قدر انی کوئی نہیں کر سکتا۔اللہ اپنے راستے میں ہجرت کرنے والوں اور اللہ کی خاطر قربانی کرنے والوں کے قدموں کے نشان بھی محفوظ کر لیتا ہے۔

ایک اور نشانی کہ وہاں جا کر دِل نرم ہو جاتے ہیں۔گناہ کی حرص ختم ہو جاتی ہے۔نیکی کی خواہش بڑھ جاتی ہے۔لاکھوں مرد وعورتیں اکٹھے ہوتے ہیں لیکن سب اللہ کے آگے جھکے ہوتے ہیں۔

مقامِ ابراہمؑ پہلے خانہ کعبہ کے پاس تھا۔پھر وہاں طواف کے لئے زیادہ جگہ بنانے کے لئے تھوڑا دُور کر دیا گیا ہے۔

ایک دفعہ ایک سروے ہُوا جس میں یہ پوچھا گیا، The place you want to visit تو سب سے زیادہ لوگوں نے جواب دیا کہ وہ خانہ کعبہ کو دیکھنا چاہتے ہیں خانہ کعبہ کے طواف کے لئے جانا چاہتے ہیں۔"اور جو اس میں داخل ہو جائے وہ امن والا ہو جاتا ہے" جو اس میں داخل ہو گیا وہ اَمن میں آ گیا۔

" اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو" اللہ کے گھر کا حج فرض ہے ہر بالغ پر جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اور جس کے پاس سفر کا خرچ ہو، گھر والوں کے لئے سامان ہو۔ راستہ پُر اَمن ہو۔ عورت کے ساتھ محرم ہو۔

"اور جو انکار کرے تو پھر اللہ جہان والوں سے بے پرواہ ہے" ایک روایت ہے کہ جو استطاعت کے باوجود حج پر نہ گیا قیامت کے دن اُس کی پیشانی پر کافر لکھا ہو گا۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جو استطاعت کے باوجود حج نہ کرے اللہ کو اُس کی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

سبق کا خلاصہ: دین ہمیشہ قربانی مانگتا ہے۔ اپنی پسند کی چیز اللہ کی راہ میں دیں۔ حج کریں۔

اپنی زندگی میں ایک مقصد بنالیں کہ میری زندگی قرآن پڑھتے پڑھاتے گُزرے گی۔ اپنی صلاحیتوں اور قابلیت کو اللہ کی راہ میں استعمال کرینگے۔ اپنا وقت اللہ کے کاموں میں لگائیں۔

اللہ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنا بنالے۔ آمین